قرآن اور سائنس-071

پہلی اور آخری حقیقت

THE ABSOLUTE REALITY

کوئی خدا نہیں

مگر

اللہ

(دنیا و آخرت کی کامیابی، فکر و غم سے آزادی اور مقصد حیات سے ہم آہنگی کا پیغام)

ایٹمی سائنسدان انجینئر **سلطان بشیر الدین محمود (ستارہ امتیاز)**

(سابقہ) ڈائریکٹر جنرل پاکستان اٹامک انرجی کمیشن

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پہلی اور آخری حقیقت

The Ultimate Truth

لا الٰہ الا اللہ

کوئی خدا نہیں مگر اللہ

سائنس ایک ایسے فارمولہ کی تلاش میں ہے جس میں ہر چیز کا حل موجود ہو اور جو قدرت کی تمام طاقتوں کا سرچشمہ ہو۔ سائنسدانوں کو یقین ہے کہ ایسا فارمولہ موجود ہے۔ وہ اسے وحدت اولیٰ (Primordial Singularity) کا نام تک دے چکے ہیں۔ بعض اسے پہلا سبب (The First Cause) کہتے ہیں لیکن سائنس کے پجاری اسے اللہ کا نام دینے کو تیار نہیں بلکہ ان میں کئی ایک تو اپنی ہٹ دھرمی سے کہتے ہیں:۔

کوئی خدا نہیں!
یہ کائنات بس ایک حادثہ کا نتیجہ ہے۔
بیس ارب سال پہلے نہ زماں تھا نہ مکاں،
اچانک ایک دھماکہ ہوا اور کائنات وجود میں آ گئی۔

یہ کائنات جس میں ایک سو کروڑ سے زیادہ کہکشائیں ہیں، ہر کہکشاں میں ایک ارب سے زیادہ ستارے ہیں اور اپنے حجم میں یہ کائنات اتنی بڑی ہے کہ روشنی اپنی ایک لاکھ چھیاسی ہزار میل فی سیکنڈ کی رفتار سے اربوں سال بھی سفر کرتی رہے تو دوسرے کنارے تک نہیں پہنچ سکتی۔ ایک ایسا شاندار متوازن نظام جس کے زمان و مکان میں ایک ہی طرح کے قوانین کارفرما ہیں۔ کبھی نہیں ہوا کہ زمین اپنے محور سے ادھر ادھر ہو جائے، سورج چاند کو اپنی کشش کے بل بوتے

پر کھینچ لے یا ستارے اپنا راستہ بھول جائیں۔ سارے کا سارا نظام، ہر جگہ، ہر وقت، کبھی کے کبھی ستارے اور سیارے اپنے کام میں لگے ہوئے ہیں۔ سب کے سب ایک ہی قانون کے پابند ہیں۔ ہر ایک اپنے ڈیزائن میں مکمل (Perfect) ہے۔

پھر بھی کوئی خدا نہیں

جدید سائنس کے بانی البرٹ آئن سٹائن کی اہم ترین دریافت یہ تھی کہ زمان و مکان کی قیود سے بالاتر ہر وقت ہر جگہ ایک ہی سائنسی قوانین ہیں۔ جو قانون زمین پر کارفرما ہیں وہی دوسری دنیاؤں کو بھی قابو میں رکھے ہوئے ہیں۔ اگر ان میں سرمو تفاوت آجائے تو کائنات تباہ و برباد ہو جائے۔ یہی بات چودہ صدیاں پہلے عرب کے بیابانوں میں وحی کی زبان میں کہی گئی تھی۔

سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى ۝ الَّذِي خَلَقَ فَسَوَّىٰ ۝
وَالَّذِي قَدَّرَ فَهَدَىٰ ۝

''اپنے رب کے نام کے گن گاؤ۔ جو سب سے اعلیٰ ہے جس نے یہ سب کچھ
پہلی بار پیدا کیا، پھر اسے سنوارا، ہر چیز کا حساب مقرر کیا اور سب کو اپنے اپنے کام پر لگایا۔''

(سورہ الاعلیٰ ۸۷۔ آیات ۱۔۳)

وہ جو آئن سٹائن کو مانتے ہیں لیکن قرآن کو نہیں۔۔۔ آخر کیوں؟

سائنس کے نزدیک کائنات ایک انتہائی حساس کارخانہ کی مانند ہے جس کی ہر چیز ایک خاص حساب اور قواعد کے تحت کام کر رہی ہے، اس کے اٹل قوانین ہیں جن کے بارے میں سائنسدانوں کا کہنا ہے کہ اگر ان میں انتہائی معمولی تفاوت بھی آجائے تو کائنات وجود میں نہ آتی۔ کششِ ثقل، ایٹم کے اندر مقناطیسی طاقت کی نسبت کئی گنا کمزور ہے، اگر یہ تھوڑی سا بھی زیادہ ہوتی تو کائنات کب کی ختم ہوگئی ہوتی اور اگر تھوڑی سا کم ہوتی تو ابھی تک فضا دھویں سے بھری ہوتی۔ اگر ایٹم کے اندر الیکٹران کا چارج پروٹون کی نسبت اربواں حصہ بھی کم ہوتا تو کوئی نباتاتی اور حیوانی زندگی ممکن نہ ہوتی نہ ہم ہوتے نہ کوئی اور ہوتا۔

یہ عددی حساب (Constants of Nature) کس نے قائم کیا؟
قدرتی طاقتوں کو کس نے اپنے اپنے کام پر لگایا؟
کیا بے جان ایٹموں نے باہمی مشورے سے
خود ہی سوچ لیا، خود ہی بنالیا اور خود ہی چلالیا؟
کائنات کے متعلق قرآن کہتا ہے:

مَا تَرَىٰ فِي خَلْقِ الرَّحْمَٰنِ مِن تَفَاوُتٍ ۖ
فَارْجِعِ الْبَصَرَ هَلْ تَرَىٰ مِن فُطُورٍ ۝
ثُمَّ ارْجِعِ الْبَصَرَ كَرَّتَيْنِ يَنقَلِبْ إِلَيْكَ
الْبَصَرُ خَاسِئًا وَهُوَ حَسِيرٌ ۝

''کیا تم نے رحمٰن کی کسی تخلیق میں کوئی تفاوت پایا ہے؟
دوبارہ کوشش کر کے دیکھ لو، کوئی تفاوت نظر آیا؟
پھر سے تحقیق کرلو، بار بار دیکھ لو۔ ہر دفعہ تمہاری نگاہ دوربین تھک ہار کر واپس آجائے گی۔ (سورہ الملک۔ آیت مبارکہ ۳۔۴)
کیا یہ بات حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ۱۴۵۰ سال پہلے کائنات کے بارے خود سے کہہ دی تھی؟

پانی جمنے (Freeze) پر برف کی صورت میں ہلکا ہو کر اوپر آجاتا ہے جس کی وجہ سے وہ برفانی لحاف کی صورت میں سمندروں کی نچلی تہوں کو زیادہ ٹھنڈا نہیں ہونے دیتا، اگر ایسا نہ ہوتا تو کب کے سارے سمندر جم کر برف کے پتھر بن گئے ہوتے اور کسی جاندار کا زندہ رہنا تو کیا، پیدا ہونا ہی ممکن نہ ہوتا۔ **کیا یہ پانی کی اپنی سوچ تھی؟**

ہم اور تمام نباتات اور حیوانات کاربن (Corbon) سے بنتے ہیں۔ کاربن کے ایٹم ہیلیم (Helium) کے تین ایٹموں کی شراکت (Fusion) سے ستاروں میں بنتے ہیں۔ اگر ہیلیم اور کاربن کے عناصر کے باہمی امتزاج (Mutual Resonance) میں ذرہ بھر بھی فرق ہوتا تو کاربن نہ بن سکتی، اور یہ دنیا نہ ہوتی۔ **کیا یہ ہیلیم اور کاربن کی مشترکہ منصوبہ بندی تھی؟**

اگر ایٹم کے اندر والی سٹرانگ فورس (Strong Force) ذرہ بھی زیادہ یا کم ہوتی تو ایٹم قائم نہ رہ سکتا، اگر ویک فورس (Weak Force) میں انتہائی معمولی فرق ہوتا تو کائنات وجود میں نہ آسکتی، کائنات کا نظام پہلے سے مقرر شدہ چند انتہائی حساس قدرتی ہندسوں (Constants of Nature) کے حساب پر چل رہا ہے، جس میں کسی طرح کی تھوڑی سی تبدیلی بھی سب کچھ تباہ کر کے رکھ دے۔ **کائنات کا یہ حساب کس نے لگایا؟**

لیکن کوئی خدا نہیں
ڈیزائن ہے، لیکن ڈیزائنر نہیں
قانون ہے، لیکن قانون کو نافذ کرنے والا نہیں
کنٹرول ہے، لیکن کنٹرولر نہیں
یہ سب بس ایک حادثہ ہے۔

جدید سائنس نے یہ دریافت کیا ہے کہ کائنات کی ہر چیز حرکت میں ہے۔ ہر کوئی اپنے اپنے مدار پر ایک خاص حساب کے مطابق چل رہا ہے۔ ایٹم کے اندر الیکٹران مرکز کے گرد گھوم رہے ہیں۔ سورج کے گرد سیارے اپنے اپنے مدار میں چکر لگا رہے ہیں۔ کہکشاؤں میں ستاروں کے جھرمٹ اپنی اپنی منزلوں پر گامزن ہیں۔

سورج فضا میں ایک مقرر راستہ پر پچھلے پانچ ارب سال سے چھ سو میل فی سیکنڈ کی رفتار سے بھاگا جا رہا ہے اور اس کے ساتھ ساتھ اس کے خاندان کے 9 سیارے، 27 چاند اور لاکھوں میٹرائٹ (Meteorite) کا قافلہ اسی رفتار سے جا رہا ہے، کبھی نہیں ہوا کہ تھک کر کوئی پیچھے رہ جائے یا کوئی آگے نکل جائے۔ **سب اپنی اپنی راہ پر اپنے اپنے پروگرام کے مطابق نہایت تابعداری سے چلے جا رہے ہیں لیکن کوئی کنٹرول نہیں۔**

یہ سب بس ایک حادثہ ہے۔

چاند تین لاکھ ستر ہزار میل دور زمین پر سمندروں کے پانیوں کو ہر روز دو دفعہ مدوجزر سے ہلاتا رہتا ہے تا کہ ان میں بسنے والی مخلوق کے لئے ہوا سے مناسب مقدار میں آکسیجن کا انتظام ہوتا

رہے، پانی صاف ہوتا رہے، اس میں تعفن پیدا نہ ہو۔

سمندروں کا پانی ایک خاص مقدار میں کھارا ہے۔ پچھلے تین ارب سال سے نہ زیادہ نہ کم نمکین بلکہ ایک مناسب توازن برقرار رکھے ہوئے ہے تا کہ اس میں چھوٹے بڑے سب آبی جانور آسانی سے تیر سکیں اور مرنے کے بعد ان کی لاشوں سے بو بھی نہ پھیلے۔ انہی میں کھاری اور میٹھے پانی کی نہریں ساتھ ساتھ بہتی ہیں۔ سطح زمین کے نیچے بھی میٹھے پانی کے سمندر ہیں جو کھاری پانی کے کھلے سمندروں سے ملے ہوئے ہیں لیکن ان کے پانی آپس میں مل نہیں پاتے۔ ان کے درمیان ایک غیبی پردہ ہے اس لئے میٹھا پانی میٹھا رہتا ہے اور کھارا پانی کھارا۔ **اس توازن کو کون برقرار رکھتا ہے؟**

بس ایک حادثہ!
کیا آپ کا دل اس بات کو مانتا ہے؟

ساڑھے چودہ سو سال پہلے جب جدید سائنس کا کوئی وجود نہیں تھا۔ عرب کے صحرازدہ ملک میں جہاں کوئی سکول اور کالج نہیں تھا، ایک آدمی اٹھ کے سورج اور چاند کے بارے کہتا ہے کہ یہ سب ایک حساب کے پابند ہیں۔ **"والشمس و القمر بحسبان"** (سورہ الرحمٰن)

سمندروں کی گہرائیوں کے متعلق بتاتا ہے کہ "وہاں میٹھے اور کھاری پانی کے دریا بہتے ہیں اور ان کے درمیان ایک نہ نظر آنے والا پردہ ہے۔" (سورہ الرحمٰن)

جب ہر چیز کو جامد سمجھا جاتا تھا، وہ کہتا ہے کہ: **"والسماء ذات الرجع"** یعنی کائنات کی یہ فطرت میں گھومنا ہے۔

جب ستاروں کو اپنی جگہ لٹکے ہوئے چراغ کہا جاتا تھا، وہ کہتا ہے، **"وکل فی فلک یسبحون"** یعنی سب کے سب اپنے مدار پر تیر رہے ہیں۔

جب سورج کو ساکن تصور کیا جاتا تھا، وہ کہتا ہے، **"والشمس تجری لمستقر لها"** یعنی سورج اپنے لئے مقرر شدہ راستے پر ہمیشہ سے چلا آرہا ہے۔

ساڑھے چودہ سو سال پہلے جدید سائنس کی ان قابل فخر دریافتوں پر سے پردہ اٹھانے والے محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو یہ سب کس نے بتایا؟

نومولود بچے کو کون سمجھاتا ہے کہ بھوک کے وقت رو کر ماں کی توجہ اپنی طرف مبذول کرائے، ماں کو کس نے حوصلہ دیا کہ ہر خطرے کے سامنے سینہ سپر ہو کر بچے کو بچائے۔ ایک معمولی چڑیا شاہین سے مقابلہ پر اتر آتی ہے یہ حوصلہ اسے کہاں سے ملا؟ مرغی کے بچے انڈے سے نکلتے ہی کیوں چلنے لگتے ہیں؟ حیوانات کے بچے بغیر سکھائے ماؤں کی طرف دودھ کے لئے کیسے لپکتے ہیں؟ جانوروں کے دلوں میں کون محبت ڈال دیتا ہے کہ اپنی چونچوں میں خوراک لا کر اپنے بچوں کے مونہوں میں ڈالیں؟ ان سب کو کس نے آداب زندگی سکھائے؟

کوئی خدا نہیں!
یہ سب ارتقاء (Evolution) ہے۔

شہد کی مکھی دور دور باغوں میں پھول پھول سے رس چوس کر نہایت ایمانداری سے لا کر چھتے میں جمع کرتی جاتی ہے۔ ایک ماہر سائنسدان کی طرح جانتی ہے کہ کچھ پھول زہریلے ہیں اور ان کے پاس نہیں جاتی، ایک قابل انجینئر کی طرح شہد اور موم کو علیحدہ علیحدہ کرنے کا فن بھی جانتی ہے۔ جب گرمی ہوتی ہے تو شہد کو پگھل کر بہہ جانے سے بچانے کے لئے وہ اپنے پروں کی حرکت سے پنکھا چلا کر ٹھنڈا کرتی ہے۔ موم سے ایسا گھر بناتی ہے جس کو دیکھ کر بڑے سے بڑا آرکیٹیکٹ عش عش کر اٹھتا ہے۔ ہزاروں کی تعداد میں ایسے منظم طریقے سے کام کرتی ہیں کہ عقل دنگ ہے، ہر ایک میں ایسا راڈار نظام لگا ہوا ہے کہ وہ دور دور نکل جاتی ہیں لیکن اپنے گھر کا راستہ نہیں بھولتیں۔
ایسے یہ عقل کس نے سکھائی؟

بس ایک حادثہ؟ عمل ارتقاء!

مکڑا اپنے منہ کے لعاب سے شکار پکڑنے کے لئے ایسا جال بناتا ہے کہ بڑے سے بڑے ٹیکسٹائل انجینئر اس بناوٹ کا ایسا مضبوط اور نفیس دھاگا بنانے سے قاصر ہیں۔
گھریلو چیونٹی (Ant) گرمیوں میں جاڑے کے لئے خوراک جمع کرتی ہے، اپنے بچوں کے لئے گھر بناتی ہے، ایک ایسی تنظیم سے رہتی ہے، جہاں نظامت کے تمام اصول حیران کن حد تک کارفرما ہیں۔ انجینئرنگ کے یہ اصول اسے کس نے سکھائے؟ معاشرتی نظامت کے یہ گر

اسے کس نے پڑھائے؟

کیا زمین اس قدر عقل مند ہے کہ اس نے بھی خود بخود لیل و نہار کا نظام قائم کر لیا، خود بخود ہی اپنے محور پر 1/2-67 ڈگری جھک گئی تاکہ سارا سال موسم بدلتے رہیں کبھی بہار، کبھی گرمی، کبھی سردی اور کبھی خزاں تاکہ اس پر بسنے والوں کو ہر طرح کی سبزیاں، پھل اور خوراک ملتی رہیں؟

نہ صرف یہ بلکہ زمین نے اپنے اندر شمالاً جنوباً ایک طاقتور مقناطیس بھی خود بخود ہی قائم کر لیا تاکہ اس کے مقناطیسی اثر کی وجہ سے بادلوں میں بجلیاں کڑکیں جو ہوا کی نائٹروجن کو نائٹرس آکسائڈ (Nitrous Oxide) میں بدل کر بارش کے ذریعے زمین پر پودوں کے لئے کھاد مہیا کریں، سمندروں پر چلنے والے بحری جہاز، آبدوز (Submarine) اور ہواؤں میں اڑنے والے طیارے اس مقناطیس کی مدد سے اپنا راستہ پائیں، آسمانوں سے آنے والی مہلک شعائیں اس مقناطیسی چھت سے ٹکرا کر واپس پلٹ جائیں تاکہ زمین پر مخلوق ان کے مہلک اثرات سے محفوظ رہے، اور زندگی جاری رہے۔

لیکن کوئی خدا نہیں!
اس عظیم مقناطیسی نظام کے پیچھے کوئی ہاتھ نہیں

پھر دیکھیئے! زمین، سورج، ہواؤں، پہاڑوں اور میدانوں نے مل کر سمندروں سے سمجھوتا کر لیا کہ سورج کی گرمی سے آبی بخارات اٹھیں گے، ہوائیں اربوں ٹن پانی کو اپنے دوش پر اٹھا کر پہاڑوں اور میدانوں تک لائیں گی، ستاروں سے آنے والے ریڈیائی ذرے بادلوں میں موجود پانی کو اکٹھا کر کے قطروں کی شکل دیں گے اور پھر یہ میٹھا پانی خشک میدانوں کو سیراب کرنے کے لئے برسے گا۔ جب سردیوں میں پانی کی کم ضرورت ہوگی تو یہ پہاڑوں پر برف کے ذخیرے کی صورت میں جمع ہوتا جائے گا۔ گرمیوں میں جب زیادہ پانی چاہیے تو یہ پگھل کر ندی نالوں اور دریاؤں کی صورت میں میدانوں کو سیراب کرتے ہوئے واپس سمندروں تک پہنچ جائے گا۔ ایک ایسا شاندار متوازن نظام جو سب کو سیراب کرتا ہے اور کچھ ضائع بھی نہیں کرتا۔

یہ سب کچھ فضا اور زمین نے خود ہی سوچا اور کرلیا۔
کیا آپ اسے مانتے ہیں؟

کیا ہماری اپنی زندگی بھی ایک حادثہ ہے؟ ہمارے پنکریے (لبلبے) خون میں شوگر کی ایک خاص مقدار کو بڑھنے نہیں دیتے، دل کا پمپ ہر منٹ ستر اسی دفعہ بغیر آرام بلا تھکان خون پمپ کرتا رہتا ہے، 75 سالہ زندگی میں تقریباً تین ارب بار دھڑکتا ہے۔ ہمارے گردے (Kidneys) ایسے بے مثل اور عجیب فلٹر ہیں جو جانتے ہیں کہ خون میں سے جو مفید ہے وہ رکھ لینا ہے اور فضلات کو باہر پھینک دینا ہے۔ معدہ حیران کن کیمیکل فیکٹری ہے جو خوراک سے زندگی بخش اجزا مثلاً پروٹین، کاربوہائڈریٹ وغیرہ کو علیحدہ کر کے فضلات کو باہر پھینک دیتا ہے۔

انسانی جسم میں انجینئرنگ کے یہ شاہکار، سائنس کے یہ بے مثل نمونے، چھوٹے سے پیٹ میں یہ لاجواب فیکٹریاں، یہ سب کچھ یونہی بن گئے تھے؟ نہ کوئی ڈیزائنر (Designer)، نہ کوئی بنانے والا (Maker)، نہ کوئی چلانے والا (Operater)، بس یہ ایک عمل ارتقاء؟

دماغ کو کس نے بنایا؟ مضبوط ہڈیوں کے خول میں بند، پانی میں یہ تیرتا ہوا عقل کا خزانہ، معلومات کا سٹور، احکامات کا مرکز، انسان اور اس کے ماحول کے درمیان رابطہ کا ذریعہ، ایک ایسا کمپیوٹر ہے کہ انسان اس کی بناوٹ اور ڈیزائن کو ابھی تک سمجھ نہیں پایا، لاکھ کوششوں کے باوجود انسانی ہاتھ اور ذہن کا بنایا ہوا کوئی سپر کمپیوٹر بھی اس کے عشر عشیر تک نہیں پہنچ سکا۔

انسان کا ایک ایک خلیہ (Cell) شعور رکھتا ہے۔ اس کے جینز میں ہماری پوری قسمت لکھی ہوئی ہے اور زندگی اس بند پروگرام کے مطابق خود بخود کھلتی رہتی ہے۔ جسم کا خلیہ خلیہ اپنے وجود میں مکمل شخصیت ہے، ہماری زندگی کا پورا ریکارڈ، ہماری شخصیت ہماری عقل و دانش، غرض ہمارے متعلق سب کچھ ہمارے خلیات میں لکھا جا چکا ہے۔ **یہ کس کا لکھا ہے؟**

حیوانات ہوں یا نباتات، بیج کے اندر پودے کا پورا نقشہ بند ہے، **یہ کس کی نقشہ بندی ہے؟**

خوردبین سے بھی مشکل سے نظر آنے والا سیل ایک مضبوط توانا عقل و ہوش والا انسان بن جاتا ہے۔ **یہ کس کی بناوٹ ہے؟**

ہونٹ، زبان اور تالو کے اجزا کو سینکڑوں انداز میں حرکت دینا کس نے سکھایا؟ ان حرکات سے طرح طرح کی آوازیں کون پیدا کرتا ہے؟ ان آوازوں کو دماغ کے کروڑوں خلیات کے ذریعہ معنی کون دیتا ہے؟ لاکھوں الفاظ اور ہزاروں زبانوں کا خالق کون ہے؟

کوئی بھی نہیں بس ایک حادثہ ہے؟
محض ارتقاء ہے؟

سائنس نے جدھر بھی دیکھا ہے، ایٹم کا جگر ہو یا کہکشاؤں کا عظیم تر نظام، ہر چیز کے اندر اپنا اپنا کلاک بند ہے۔ ستارے انہی کے مطابق زندگی گزار رہے ہیں، چاند اس کے مطابق 1/4- 27 دنوں کے بعد اپنے محور پر ایک چکر کاٹتا ہے، سورج ہر گیارہ سال کے بعد تاؤ میں آتا ہے، زمین ایک سال کے بعد اپنی پہلی حالت پر واپس آجاتی ہے، چوبیس گھنٹوں میں اپنے محور پر گھوم کر دن رات پیدا کرتی ہے، جانور اپنے اندورنی کلاک کے مطابق اپنی افزائش نسل کا انتظام کرتے ہیں، آدمی بھی پیدائش سے قبر تک اپنے اندر کے کلاک کی ٹک ٹک پر زندگی کے مختلف ادوار سے گزرتا ہے، ریڈیائی عناصر ایک مقرر حساب کے مطابق ہر آن شعاؤں کو چھوڑتے ہیں۔ یوں کائنات کا ہر نظام اپنے اپنے پروگرام کا پابند ہے۔ ہر ایک اپنے مقررہ شدہ راستہ پر چل رہا ہے۔

لیکن یہ عظیم الشان نظام کسی پروگرامر کے بغیر یونہی چل رہا ہے۔ کیا آپ یہ تسلیم کرسکتے ہیں؟

کون ہے وہ جس نے سات سو میل اوپر زمین کو اوزون گیس (Ozon Gas) کا غلاف اڑھا دیا تاکہ حیوانی زندگی کو سورج کی طاقتور الٹراوائلٹ شعاؤں سے محفوظ رکھا جاسکے؟

کون ہے وہ جو اس مضبوط آسمانی نظام کو کروڑوں سالوں سے قائم رکھے ہوئے ہے جس میں دراڑ آجائے تو زندگی بھسم ہو کر رہ جائے؟

کون ہے وہ جس نے زمین اور سورج کے درمیان انتہائی مناسب فاصلہ قائم کیا

تا کہ زندگی پھلے پھولے؟

کون ہے وہ جس نے زمین کے اوپر سینکڑوں میل تک ہوائی نمدہ کی تشکیل کی تا کہ زمین کی طرف روزانہ آنے والے لاکھوں شہابِ ثاقب اس پر پہنچنے سے پہلے جل کر بھسم ہو جائیں، موسم بدلتے رہیں، بارشیں ہوتی رہیں اور سورج کی گرمی مناسب درجہ حرارت پر زمین کو رکھے؟

کون ہے وہ جس نے درختوں کو سکھا دیا کہ سورج سے روشنی، ہوا سے کاربن ڈائی آکسائڈ اور زمین سے پانی لے کر اپنے جسم بناؤ اور اس کے بدلے ہوا کو آکسیجن دو جو حیوانی زندگی کے لئے ضروری ہے؟

کون ہے وہ جس نے ایک ہی پانی، ایک ہی زمین، ایک ہی سورج کی توانائی سے لاکھوں مختلف قسم کی نباتاتی مخلوق کو پیدا کر دیا؟

کون ہے وہ جس نے زمین کو انسان کے لئے ہر طرح کی معدنیات، نباتات اور حیوانات سے بھر دیا؟

کون ہے وہ جس نے ہر انساں کو مختلف پیدا کیا، حتیٰ کہ اربوں انسانوں میں سے کسی دو کی انگلیوں کے نشان تک نہیں ملتے، کسی کی کسی سے شکل نہیں ملتی، ہر ایک کی اپنی اپنی فضیلت اور عقل ہے لیکن اس قدر تفاوتوں کے باوجود آدمیت میں سب یکساں ہیں؟

اگر یہ حادثہ ہے تو کیا آپ کے خدا کا نام حادثہ ہے؟

اگر یہ ارتقاء ہے تو کیا آپ کے الٰہ کا نام ارتقاء ہے؟

انسان کی بنائی ہوئی معمولی سی مصنوعات کے لئے بھی کوئی ڈیزائنر، کوئی کاریگر، کوئی خالق چاہیے۔ لیکن یہ لامحدود وسعت اور پیچیدہ کائناتی نظام بغیر کسی ہمہ وقت، حاضر مستعد، قدیر، حکیم، بصیر، علیم ہستی کے یونہی چلتا جاتا ہے؟

کیا آپ کی عقل یہ تسلیم کرنے کے لئے تیار ہے؟

مانو یا نا مانو

کوئی خدا نہیں مگر اللہ

کائنات نغمہ سرا ہے، اس کا ایٹم ایٹم پکار پکار کر یہ باور کراتا ہے کہ اس کا کوئی موجد ہے، کوئی بنانے والا ہے، کوئی چلانے والا ہے، کوئی سنبھالنے والا ہے، کوئی مارنے والا ہے، کوئی دوبارہ پیدا کرنے والا ہے۔ اس کی ہستی سے انکار ناممکن ہے۔

وہی ہے اللہ

اِنَّهٗ هُوَ يُبْدِئُ وَيُعِيْدُ (13)85

''بے شک وہی ہے جو لا وجود سے وجود میں لاتا ہے اور پھر مار کر نئے سرے سے پیدا کرتا ہے''۔

رب کائنات، بے مثل ذاتِ پاک جو اپنی تمام تر تخلیقات سے یکتا، ہر جگہ موجود، ہر ایک کا محافظ، ہر آن سے واقف، ہر آہٹ کا سننے والا، زمان و مکان کا خالق، عقلِ کل، سراسر علم۔

- وہ جو مسبب الاسباب ہے۔
- وہ جس نے ہر چیز کو محیط کیا ہوا ہے۔
- وہ جو ہر جگہ، ہر آن موجود ہے۔
- وہ جو ہر پکارنے والے کی پکار سنتا ہے۔
- وہ جو ہر طاقت کا سرچشمہ ہے۔
- وہ جو اول بھی ہے آخر بھی۔
- وہ جو ظاہر بھی ہے باطن بھی۔
- وہ جس کا علم ہر چیز پر حاوی ہے۔
- اپنی ذات میں بے مثل، لامنتہی، کمال میں لاجواب

وہی ہے اللہ

کائنات کا ذرہ ذرہ جس کی ہستی کا گواہ ہے، پھول ہو کہ پتی، ریت کا ذرہ ہو یا پانی کی بوند، آسمان ہو یا زمین، سبھی اس کی تسبیح میں رطب اللسان ہیں، سبھی اس کے حکم کے منتظر ہیں، اس کے قوانین کے پابند ہیں۔ سب کا خالق، سب کا پالنہار، سب کا حساب لینے والا، سب کی زندگی اور موت کا فیصلہ کرنے والا، سب کے اندر، سب کے باہر۔

جس کا حکم ہر جگہ ہر وقت کارفرما ہے۔ بنانے کے لئے، پہنچنے کے لئے، کنٹرول کرنے کے لئے نہ اسے وقت چاہیے نہ جگہ۔ زمان ہے کہ مکان، توانائی ہے کہ مادہ سبھی اس کی صفات کے مظہر ہیں۔ جو کائنات کے اندر اور باہر ذرے ذرے کو محیط کئے ہوئے ہے۔ ہر چیز کا ماضی حال اور مستقبل بیک وقت اس کے سامنے ہے۔ ساری کی ساری کائنات اس کے ''کن'' کے اشارے پر معرض وجود میں آ گئی۔

وہی ہے اللہ

جس کی قدرت کا یہ حال ہے کہ کائنات اس کی مٹھی میں بند ہے۔ لیکن اپنی لا انتہا عظمت، شان و شوکت، قدرت اور طاقت کے باوجود اپنے بندوں سے اس قدر پیار کرتا ہے کہ ماں کا پیار اس کے پیار کے سامنے ہیچ ہے۔

رحمت اس نے اپنے اوپر لازم کر لی کہ اپنے باغیوں کی بھی برابر پرورش کرتا ہے۔

صبر کا یہ حال ہے کہ شیطان کو بھی پوری مہلت دیتا ہے۔

کرم کی یہ شان ہے کہ بنی آدم، خواہ مومن ہو یا کافر، سب کو مکرم بنا دیا۔

حلیم اتنا کہ اس کی مخلوق پر تم احسان کرو تو کہتا ہے تم نے مجھ پر احسان کیا۔

اپنا ہی دیا ہوا جب مانگے تو کہتا ہے کہ تم نے مجھے قرض دیا۔

معاف کرنے والا ایسا کہ گنہگار جب ایک قدم آگے بڑھتا ہے تو وہ دس قدم آگے بڑھ کر اس کا استقبال کرتا ہے۔

وہی ہے اللہ

جس کی قربت ایسی کہ شاہ رگ سے قریب تر ہے۔

پیارا ایسا کہ زمین و آسمان میں نہیں سما سکتا لیکن مومن کے دل میں۔

محب ایسا کہ مخلوق اس کا کنبہ ہے۔

عادل ایسا کہ زمین و آسمان اس کے سامنے کانپتے ہیں۔

جابر ایسا کہ جس کے سامنے کسی کی سفارش کام نہیں کرتی جب تک کہ وہ خود نہ چاہے۔

ہستی ایسی کہ وہ سب کو دیکھتا ہے لیکن کوئی آنکھ اس کا ادراک نہیں کر سکتی۔

وہی ہے اللہ

واحد یکتا، بے نیاز، ہر نقص سے پاک، اپنی حقیقت میں بے مثال، کمال میں لاجواب، اپنی ذات میں اٹل اور مکمل (Absolute) نہ وہ پیدا کیا گیا، نہ اس سے کوئی پیدا ہوا، وحدہ لاشریک، زمان و مکان سے بالاتر، جس کا کوئی ہمسر نہیں۔

الفاظ جس کی شان کو بیان نہیں کر سکتے لیکن ذرہ ذرہ اس کی پہچان ہے نغمہ نغمہ اس کی آواز ہے۔

نور ہی نور، ظلمت کدوں کو روشن کرنے والا، بے آباد دلوں کو آباد کرنے والا، گمراہوں کو ہدایت دینے والا، کرم کا بادشاہ۔

کیسی عجیب بات ہے کہ ہم اسے مانتے ہیں لیکن پھر بھی نہیں مانتے۔ اس کی سلطنت میں رہتے ہیں لیکن اس کے قانون کی پرواہ نہیں کرتے۔ اس کی طرف سے آئے ہیں اسی کی طرف لوٹنا ہے لیکن اسی کو بھولے ہوئے ہیں، حالانکہ

وہی ہے اللہ (لا اِلٰہ الا اللّٰہ)

مقصد حیات

ہمارے اپنے ہر کام کے پیچھے کوئی مقصد ہوتا ہے، کوئی نظریہ (Idea) ہوتا ہے لیکن جب اپنی تخلیق کی بات آتی ہے تو خاموش ہو جاتے ہیں، سائنس کی بات تو مانتے ہیں کہ کائنات میں ہر چیز بامقصد ہے۔ سورج اپنا کام کر رہا ہے، زمین اپنے کام میں لگی ہوئی ہے لیکن اپنے مقصد حیات سے بے خبر ہیں!

پندرہ ارب سال کی بات ہے کہ زمین و آسمان کے سب عناصر کا آغاز ہائیڈروجن کے سادہ عنصر سے ہوا۔ پھر اربوں سالوں پر محیط عرصہ میں ایٹمی دھماکوں کے عمل سے ستاروں میں پیچیدہ سے پیچیدہ تر عناصر کی تخلیق ہوتی رہی۔ ایک سے دو، دو سے تین، تین سے چار اور یہ سلسلہ یونہی چلتا رہا۔ یوں وہ وہ عناصر جن سے ہماری زمین کو تخلیق ہونا تھا، ہمارے اجسام کو تشکیل پانا تھا ان کو بنانے کے لئے خالق کائنات ستاروں کو یکے بعد دیگرے دھماکہ سے اڑاتا رہا۔ پھر کھربوں میلوں پر بکھرے ہوئے ان اجزاء کو اکٹھا کیا اور ہماری زمین کو بنایا، اسے سورج کے پاس نہایت قرینے سے رکھا، ہر قسم کے جمادات، نباتات اور حیوانات پیدا کئے۔ ایک ایسا نظام جس میں بالاخر (Ultimalety) ہر چیز انسان کی خدمت پر مامور ہے۔

کیوں؟

اس لئے کہ انسان کائنات کی غرض وغایت ہے۔ زمین میں خدا کا خلیفہ۔

ڈیزائن میں قدیم ترین، ظہور میں جدید ترین اور صفات میں احسن التقویم۔

"سخرلکم مافی السموات وما فی الاض جمیعاً"

جو کچھ آسماں میں ہے اور زمین میں ہے وہ تمہارے رب نے تمہارے لئے بنایا ہے۔

اس لئے میرے بھائی، میری بہن، میرے دوست! یاد رکھ!
اگر یہ سب کچھ آپ کے لئے ہے تو سوچیئے آپ کس کے لئے ہیں؟

انسان کی منتہائے نظر اپنے خالق کی معرفت ہے۔ اس لئے زندگی زمین کے لئے نہیں آسمان کے لئے ہے، یہ جسم کے لئے نہیں روح کو سنوارنے کے لئے ہے۔ ہمارا اصل گھر زمین پر نہیں، جنت میں ہے لیکن وہاں کامیاب ہو کر وہی جا سکے گا جو زمین سے دل لگانے کی بجائے آخرت کی فکر کرے گا، جو شیطان سے بچ بچ کر الرّحمٰن کے سامنے جھکے گا، جو اسفل السافلین کے مقام سے بچ کر نکل گیا۔ وہ کامیاب ہو گیا۔

یہی مقصد حیات ہے

مبادا کہ انسان اس مقصد کو بھول جائے کہ انسانی تاریخ میں کوئی ایسا دور نہیں آیا جب اللہ تعالیٰ نے اپنی طرف بلانے کے لئے انسان کی رہنمائی نہ کی ہو۔ وہ ذات پاک ہماری فلاح کے لئے مسلسل اپنے خاص بندے بھیجتا رہا ہے، جنہیں ہم اللہ کے نبی اور رسول کہتے ہیں۔ جب انسانی تہذیب اللہ تعالیٰ کے پیغام کو ہمیشہ کے لئے محفوظ کرنے کے قابل ہو گئی تو اس نے اپنا آخری پیغمبر محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم بھیج دیا، جنہوں نے اپنے سے پہلے آنے والے تمام انبیاء اور رسولوں کی سچائی کی تصدیق کی اور لوگوں کو اسلام پر بلایا، وہی اسلام جس پر آپ سے پہلے سب انبیاء کا بلاوا تھا۔

وہی دین جس پر انسان کی فطرت کو بنایا تھا۔ وہی جو موسیٰ علیہ السلام اور عیسیٰ علیہ السلام کا دین تھا۔ آیئے اس دین کو روح میں سمالیں دل میں بٹھالیں اور اس کے ذریعہ انسانیت کو امت واحدہ بنادیں۔

مومن کی شان

زمین پر ہر ایک مومن اپنے خالق کا نمائندہ ہے۔ اسکے اخلاق اور صفات کا مظہر، انسانیت کا محافظ، مخلوقات کے لئے رحمت، وہ دوسروں کو دیتا ہے اور خود اللہ سے مانگتا ہے۔ **نفس مطمئنہ۔**

وہ اللہ سے خوش اور اللہ اس سے خوش
اے زمان و مکان کے مسافرو، اے میرے پیارے ساتھیو!
مومن کی زندگی کا حاصل "لبیک" میں ہے۔

لبیک۔ اللھم لبیک۔ لبیک۔ لا شریک لک لبیک۔ ان الحمد و النعمة لک و الملك۔ لا شریک لک۔ لبیک اللھم لبیک۔ لبیک ---

حاضر ہوں۔ میرے مولا میں حاضر ہوں، میں حاضر ہوں، تیرا کوئی شریک نہیں۔ بے شک ہر طرح کی ستائش اور حکومت تیرے ہی لئے ہے۔ تیرا کوئی شریک نہیں۔ مولا میں حاضر ہوں۔ میں حاضر ہوں۔ میں حاضر ہوں--------

کچھ بھی کرو لیکن دل کو حاضری میں رکھو۔ سلطان بلھے شاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کیا خوب کہا ہے "ہتھ کار وچ دل یار وچ"۔

اللہ تعالیٰ کے حضور قلب کی اس حاضری ہی میں سب کچھ ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ اپنے آپ میں اللہ تعالیٰ کی خصوصیات پیدا کریں۔ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے

"اللہ کے اخلاق کو اپناؤ"۔ تخلقو اخلاق اللہ

اللہ مہربان ہے تم بھی زیادہ سے زیادہ مہربانی کرو

- اللہ سرچشمہ محبت ہے، تم بھی محبت کرنے والے بنو
- اللہ خالق ہے تم بھی تخلیق کے عمل کو جاری رکھو
- اللہ ہر چیز کا موجد ہے تم بھی ایجادات کرنے والے بنو
- اللہ دینے والا ہے تم بھی دینے والے بنو
- اللہ طاقت والا ہے تم بھی کمزوری سے بچو
- اللہ معاف کرنے والا ہے تم بھی معاف کرنے والے بنو
- اللہ عزیز ہے تم بھی عزت والے بنو
- اللہ علیم ہے تم بھی زیادہ سے زیادہ علم حاصل کرو
- اللہ حکیم ہے تم بھی حکمت کو اپناؤ
- اللہ سمیع و بصیر ہے تم بھی کان اور آنکھوں کو کھلا رکھو
- اللہ کریم ہے تم بھی کرم کرتے رہو
- اسے صفائی پسند ہے تم بھی صفائی پسند بنو
- اسے فساد ناپسند ہے تم بھی فساد سے پرہیز کرو

غرض مومن کی شان یہ ہے کہ وہ اللہ والا ہی نہیں بلکہ زمین پر اسکا خلیفہ ہے۔

اللہ کے رنگ میں رنگا جانا اس کا ذکر ہے
تخلیق سے خالق تک پہنچنا اس کا فکر ہے
کائنات کی فتح اس کا مدعا نظر ہے
علم الایمان، علم الاخلاق اور علم الاشیاء میں کمال اس کی شان ہے

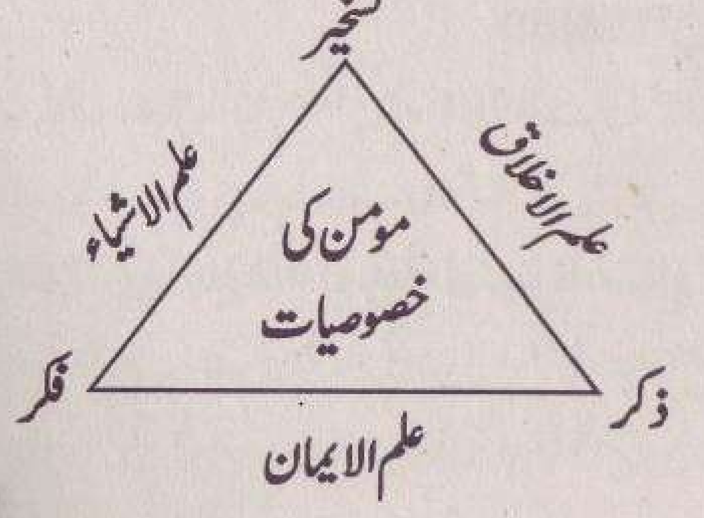

کلمہ طیبہ اس کا کلمہ امتیاز (Code word) ہے

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

لا الہ کے اعلان سے وہ ہر غلامی سے آزادی حاصل کرتا ہے

الا اللہ پر ایمان سے وہ اللہ کی غلامی میں آجاتا ہے

محمد کی پہچان سے وہ رہبر کو پالیتا ہے

رسول اللہ کو مان کر وہ راہِ ہدایت پر چل پڑتا ہے

تسلیم و رضا کے ساتھ جب کوئی بندہ یہ کلمہ پڑھتا ہے تو اسے حاضری نصیب ہو جاتی ہے۔ اس لئے بار بار کہو، ہزار بار کہو:۔

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

اور جب وہ اس کلمہ کے مصداق بن جاتا ہے تو وہ فلاح پا جاتا ہے۔

یَا اَیُّھَاالنَّاسُ قُوْلُوْ اَلاَ اِلٰہَ اِلَّااللہُ تُفْلِحُوْا O

"اے نوع انسانی کہو کوئی خدا نہیں مگر اللہ۔ فلاح پاؤ گے"

قرآن مجید

اسلام کا روڈ میپ (Road Map)

قرآن کریم ہر انسان کے لئے **کتاب زندگی** (Life Manual) ہے۔ صراطِ مستقیم کی درخشندہ کتاب، حق و باطل کے معیار کا پیمانہ، تمام نبیوں کی تصدیق کرنے والی، ان کی تعلیمات کی تکمیل کرنے والی، ایک اللہ کے نام پر سب کو اکھٹا کرنے والی، گرے ہوؤں کو اٹھانے والی، خاندانی نظام کو مضبوط کرنے والی، معاشرہ کے سکھ چین کا ساتھی اور انسانی حقوق کی ضمانت، انسانیت کی وحدت کی بنیاد، دنیا کی زندگی کو جنت بنانے والی اور آخرت میں جنت میں لے جانے والی شک و شبہ سے بالاتر، یہ وہ کتاب ہے جس کا مضمون انسانوں کے لئے ہدایت اور اللہ تعالیٰ کی معرفت ہے۔

اگر سائنس کی مانتے ہو تو
قرآن حکیم کا کیونکر انکار کرو گے
جو سب سائنسوں ں کی سائنس ہے؟

- سائنس نے اب دریافت کیا کہ کائنات ہمیشہ سے نہیں بلکہ اچانک بگ بینگ سے اس کا آغاز ہوا۔ قرآن نے ساڑھے چودہ سو سال پہلے بتایا کہ ہر تخلیق اللہ کے امر کن کا جواب ہے، **"اِنَّمَآ اَمْرُہٗٓ اِذَآ اَرَادَ شَیْئًا اَنْ یَّقُوْلَ لَہٗ کُنْ فَیَکُوْنُ" (36(82)**
- سائنسدان ہبل نے 1924ء میں معلوم کیا کہ کائنات پھیل رہی ہے، قرآن نے صدیوں پہلے بتایا کہ "اللہ تعالیٰ نے اسے اپنے ہاتھ کے بل سے بنایا اور یہ پھیل رہی ہے، **"وَالسَّمَآءَ بَنَیْنٰھَا بِاَیْدٍوَّاِنَّالَمُوْسِعُوْنَ" (51(47)**
- سائنسی تحقیقات کی معراج یہ ہوگی کہ کہیں اسے یہ پتہ چل سکے کہ کائنات میں اپنی زمین کی طرح کا کوئی اور بھی زندہ جہاں ہے۔ جبکہ قرآن کریم کی ابتداء ہی اس بات پر

ہوتی ہے" تعریف اس اللہ کی جو سب جہانوں کی پرورش کرنے والا ہے"۔ **اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ O** یعنی یہی ایک جہان نہیں بلکہ بے شمار ہیں جو" ہر دم اپنی بقا کے لئے اسی کے سوالی ہیں"۔ **یَسْئَلُهٗ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ط** (سورۃ الرحمٰن آیت ۔۲۹) نہ صرف یہ بلکہ آگے یہ فرمایا **کُلَّ یَوْمٍ ھُوَ فِیْ شَاْنٍ O** کہ کائنات کا نظام انتہائی مستعد (Extremely Dynamic) ہے جو اللہ تعالیٰ چلا رہا ہے۔

⊛ آئن سٹائن نے 1904ء میں یہ بات معلوم کی کہ زمان و مکان میں ہر جگہ ہر وقت ایک ہی قانونِ فطرت کام کرتا ہے، قرآن نے ساڑھے چودہ سو سال پہلے بتا دیا کہ رب العالمین کے اصول اٹل ہیں **لا تبدیل بکلمة الله**۔

⊛ 1930ء میں کوانٹم مکینکس (Quantum Mechanics) کی بنیاد اس بات پر پڑی کہ روشنی کے فوٹون چھلانگوں میں سفر کرتے ہیں، نئی چیزوں کا ظہور ارتقائی نہیں بلکہ فوراً وقوع پذیر ہوتا ہے، ایک حالت سے دوسری حالت میں تغیر بھی اچانک چھلانگ یعنی (Quantum Jump) سے ہوتا ہے۔ قرآن حکیم نے صدیوں پہلے بتایا کہ ہر تخلیقی امر ارتقائی نہیں بلکہ "کن" سے شروع ہوتا ہے۔ **"وَمَآ اَمْرُنَآ اِلَّا وَاحِدَةٌ کَلَمْحٍ م بِالْبَصَرِ"** یعنی ہمارا حکم امر واحدہ ہوتا ہے جیسے آنکھ کا جھپکنا۔(50)54 اور مزید واضح کر دیا۔" بے شک اللہ تعالیٰ جب کوئی بھی کام کرنا چاہتا ہے تو کہتا ہے ہو جا اور وہ ہو جاتی ہے۔"(82)36 اور پھر فرمایا **وکل امر مستقر** " ہر ایک مقرر شدہ پروگرام کے مطابق ہوتا ہے"(3)54

سائنس اب غیبی مادے (Hidden Matter) کی تلاش کر رہی ہے قرآن نے بہت پہلے **لِلّٰہِ غَیْبُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ** (77)16 اللہ ہی کے لئے آسمانوں اور زمین کا غیب فرما کر اس حقیقت کو واضح کیا۔

⊛ سائنس حرارت کے دوسرے قانون 2nd Law of Thermodynamics کی دریافت پر کہ ہر چیز وقت کے ساتھ ساتھ تباہی کی طرف جا رہی ہے، پر ناز کرتی ہے، قرآن نے ساڑھے چودہ سو سال پہلے بتایا کہ **"کُلُّ مَنْ عَلَیْهَا فَانٍ O وَّیَبْقٰی وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلٰلِ وَالْاِكْرَامِ"** (سورہ رحمٰن۔ آیات ۲۷۔۲۶) کہ یہاں ہر

چیز کو فنا ہے، باقی رہنے والی حقیقت صرف آپ کے شان و شوکت والے رب کی ذات ہے۔ (سورہ رحمٰن۔ آیات ۲۷۔۲۶)

⊛ سائنس نے دریافت کیا کہ کائنات میں ہر چیز کسی قانون کے مطابق چل رہی ہے اور ہر چیز ایک مقرر پروگرام کے مطابق ہوتی ہے۔ قرآن نے صدیوں پہلے بتایا **"مَا خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَیْنَهُمَآ اِلَّا بِالْحَقِّ وَ اَجَلٍ مُّسَمًّی** ط ہر چیز کو اللہ تعالیٰ نے اصول کے مطابق بنایا ہے اور ہر کام کا وقت مقرر ہے۔ (سورہ الاحقاف ۴۶۔ آیت ۳)

⊛ سائنس اب کہتی ہے کہ سورج کا ایندھن کسی وقت ختم ہو جائے گا اور وہ سکڑ جائے گا۔ قرآن نے پہلے ہی فیصلہ دے دیا ہے کہ، **اِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ O وَ اِذَا النُّجُوْمُ انْكَدَرَتْ O** (سورہ التکویر ۸۱۔ آیات ۱۔۲) "وہ دن آنے والا ہے جب سورج لپیٹ لیا جائے گا اور بقیہ ستارے بھی اپنی روشنی کھو دیں گے۔ (سورہ التکویر ۸۱۔ آیات ۱۔۲)

⊛ سائنس بتاتی ہے کہ ابتدائے تخلیق میں جب کائنات ایک خاص حد سے چھوٹی تھی تو اس میں توازن نہیں تھا۔ توازن قائم کرنے کے لئے ایک خاص حجم (Critical Volume) ضروری ہے، قرآن نے ساڑھے چودہ سو سال پہلے کائنات میں توازن اور اس کے پھیلاؤ میں تعلق کو ظاہر کر دیا فرمایا" **والسماء رفعها ووضع الميزان** "(7)55 اور ہم نے آسمانوں کو رفعت بخشی اور توازن قائم کیا (7)55۔

⊛ سائنس اب قیامت کے امکانات کو ماننے لگی ہے جبکہ قرآن بار بار اپنی سینکڑوں آیات میں اس کے مختلف مناظر کی عکس بندی کرتا ہے اور بتاتا ہے کہ یہ عنقریب ہے اور کسی بھی وقت آ سکتی ہے۔

⊛ سائنس نے بیسویں صدی میں دریافت کیا کہ کہکشائیں اور کائناتی دنیائیں اپنے اپنے مدار پر گھوم رہی ہیں لیکن قرآن نے بہت پہلے بتا دیا تھا کہ آسمانوں کی تو فطرت ہی میں گھومنا ہے۔" **والسماء ذات الرجع** "(11)86 اور آسمان جن کی ذات یعنی فطرت میں گھومنا ہے۔(11)86

⊛ سائنس اب کہتی ہے کہ ایک دن کائنات کا پھیلاؤ رک جائے گا اور یہ سکڑنے لگے گی

اور پھر ایک دھماکہ سے دوبارہ پیدا ہوگی(Big implosion) قرآن نے یہی بات صدیوں پہلے بتائی تھی کہ **یَوْمَ نَطْوِی السَّمَآءَ كَطَيِّ السِّجِلِّ لِلْكُتُبِ ۭ اِنَّا كُنَّا فٰعِلِيْنَ O** (سورہ الانبیا۲۱۔آیت مبارکہ۱۰۴)''ہم یقیناً کائنات کو لپیٹنے والے ہیں۔ جیسے ایک طومار (Scroll) کو لپیٹا جاتا ہے، ایسے ہی ہم نے پہلے تخلیق کی اور اب پھر سے ہم کرنے والے ہیں۔ یہ لازمی وعدہ ہے ہمارا۔ (سورہ الانبیا۲۱۔ آیت مبارکہ۱۰۴)

❀ کائنات کی رفعت اور لاانتہا کو دیکھتے ہوئے مشہور سائنسدان نیوٹن نے کہا تھا کہ ''میرا حال اس بچے کا سا ہے جو سمندر کے کنارے ریت کے گھروندے سے کھیل رہا ہے دریافتوں کے لئے گہرا سمندر میرے سامنے ہے''، قرآن نے صدیوں پہلے بتایا تھا کہ ''اگر سارے سمندر میرے رب کی باتوں کو لکھنے کے لئے سیاہی بن جائیں تو سمندر ختم ہو جائیں گے لیکن میرے رب کی باتیں ختم نہیں ہوں گی۔'' 18(109)۔

❀ بیسویں صدی میں سائنس کی زمینی فضاء کے متعلق یہ بڑی دریافت تھی کہ اس کے اوپر تہہ در تہہ ایک حفاظتی حصار (Protective Layer) ہے جن میں اہم ترین ہوائی کرہ، مقناطیسی کرہ، اوزون کرہ، ہیں۔ اگر یہ نہ ہوتے تو بیرونی دنیا سے آنے والی خطرناک شعاعیں اور ذرات ہمیں بھون کر رکھ دیتے۔ قرآن نے صدیوں پہلے بتایا کہ ہم نے زمین پر ایک نہ نظر آنے والی چھت رکھی ہے (سورۃ البقرہ) اور پھر فرمایا **وَبَنَيْنَا فَوْقَكُمْ سَبْعًا شِدَادًا O** ''اور ہم نے تمہارے اوپر سات نہایت مضبوط روکاوٹیں بنائی ہیں۔ (سورۃ النباء آیت ۱۲)

❀ انیسویں صدی میں سائنس نے پہاڑوں کے بارے میں معلوم کیا کہ یہ زمین میں گڑے ہوئے ہیں۔ ان کی جڑیں ہیں جو ان کی بلندی سے زیادہ گہری ہیں۔ قرآن نے اس سے بہت پہلے بتا دیا تھا کہ پہاڑ زمین میں کیلوں کی طرح گڑے ہوئے ہیں۔ فرمایا ''کیا ہم نے زمین کو مانند فرش اور پہاڑوں کو اس میں مانند کیل نہیں بنایا'' **اَلَمْ نَجْعَلِ الْاَرْضَ مِهٰدًا O وَّالْجِبَالَ اَوْتَادًا O** (سورۃ النباء آیت ۷-۶)
کائنات کی تخلیق کے بعد سائنس دیکھتی ہے کہ ایک لمبے عرصہ کے لئے یہ گیس کے پلازما (Primordial gases) پر مشتمل تھی۔ یہ وہی بات ہے جو قرآن نے

بتائی تھی۔ فرمایا'' پھر وہ آسمانوں کی طرف متوجہ ہوا اور وہ ابھی تک دخان مانند دھواں تھا'' 91(11)۔

❀ سائنس کی انتہائی کامیابیوں میں خلائی سفر کی استطاعت حاصل کرنا ہے۔ قرآن نے ساڑھے چودہ سو سال پہلے خوشخبری دی، ''ہاں تم زمین و آسماں کے کناروں (Horizons) سے نکل سکو گے بشرطیکہ تم اس طاقت کا انتظام کر لو جو اس کام کے لئے چاہیئے'' **يٰمَعْشَرَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ اِنِ اسْتَطَعْتُمْ اَنْ تَنْفُذُوْا مِنْ اَقْطَارِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ فَانْفُذُوْا ۭ لَا تَنْفُذُوْنَ اِلَّا بِسُلْطٰنٍ O** (سورۃ الرحمٰن آیت۔۳۲) اور پھر یہ بھی خبردار کر دیا کہ خلا خالی نہیں بلکہ یہ انتہائی خطرناک دھواں اور شعلہ کی آگ سے بھرا پڑا ہے جس سے بچنا محال ہے۔ **يُرْسَلُ عَلَيْكُمَا شُوَاظٌ مِّنْ نَّارٍ ۙ وَّنُحَاسٌ فَلَا تَنْتَصِرٰنِ O** (سورۃ الرحمٰن آیت۔۳۲) سائنس نے اب جا کر معلوم کیا ہے کہ بیرونی فضاؤں میں ہمارے سورج جیسے اربوں ستارے ہر آن لاانتہا ریڈیشن (Radiation) کی بمبارمنٹ (Bombardment) اور انتہائی گرم گیسوں کی لہریں (Hot Solar Flares) پھینکتے رہتے ہیں جن سے بچ کر نکل جان بڑی مشکل بات ہے۔

❀ سائنس نے یہ دریافت کیا ہے کہ شروع میں ساری کائنات، ستارے سیارے ہر چیز ایک مرکب تھی۔ قرآن کریم نے سائنس کی اس دریافت سے صدیوں پہلے بتایا تھا کہ **''اَوَلَمْ يَرَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَنَّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ كَانَتَا رَتْقًا فَفَتَقْنٰهُمَا''** (سورۃ الانبیآء آیت ۳۰) یعنی ان لوگوں نے جو قرآن کا انکار کرتے ہیں کیا یہ نہیں دیکھا کہ سب آسمان اور زمین کبھی ایک مرکب رتق تھے اور پھر ہم نے انہیں علیحدہ علیحدہ کر دیا۔ 21(30)

❀ بیالوجسٹ انیسویں صدی کے آخر میں اس نتیجہ پر پہنچے کہ ہر زندہ چیز حیوانات، نباتات کا آغاز پانی سے ہوا۔ یہ وہ حقیقت ہے جس کا قرآن پاک ان سے ساڑھے چودہ سو سال پہلے بتا چکا تھا۔ **''وَجَعَلْنَا مِنَ الْمَآءِ كُلَّ شَيْءٍ حَيٍّ ۭ اَفَلَا يُؤْمِنُوْنَ''** (سورۃ الانبیآء آیت ۳۰) یعنی ہم نے ہر ایک چیز کو جو زندہ ہے پانی

سے بنایا، کیا تم پھر بھی ایمان نہیں لاؤ گے۔(30) 21

❀ مشہور سائنسدان ڈیراق (Deraq) نے 1933ء میں دریافت کیا کہ کائنات میں مادہ منفی اور مثبت جوڑے ہیں۔ اس دریافت پر نوبل انعام حاصل کیا۔ یہی بات ڈیراق سے چودہ سو سال پہلے قرآن نے بتائی تھی کہ اللہ تعالیٰ نے ہر چیز جوڑوں میں پیدا کی ہے، **"وَمِنْ كُلِّ شَيْءٍ خَلَقْنَا زَوْجَيْنِ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ"** (49) 51 یعنی ہر ایک چیز میں ہم نے جوڑے بنائے شاید تم غور کرو اور نصیحت حاصل کرو (49) 51 اور پھر سورۃ یٰس میں فرمایا،" تمہارے اپنے اندر اور نباتات میں اور وہ تمام چیزیں بھی جنہیں تم ابھی نہیں جانتے ہو، اللہ نے جوڑوں (Pairs) میں بنائی ہیں۔ (سورۃ یٰسین)

❀ جدید سائنس کے بانی سائنسدان آئن سٹائن نے سب سے پہلے وقت کی نسبت (Relativity of Time) کا خیال پیش کیا لیکن ان سے بہت پہلے قرآن بتا چکا تھا کہ وقت کا انحصار شاہد (Observer) پر ہے، کسی کا دن ہمارے ہزار برس کے مطابق ہے اور کسی کا پچاس ہزار برس ہمارے ایک دن کے برابر اور کسی پر دن ہمیشگی کا بھی ہوسکتا ہے۔

❀ حرارت کا دوسرا قانون 2nd Law of Termodynamics سائنس کا بنیادی قانون ہے جس کا مرکزی نکتہ یہ ہے کہ اگر روکا نہ جائے تو وقت کے ساتھ ساتھ ہر توازن (Order) فساد (Disorder) میں خود بخود بدل جائے گا، یعنی ہر چیز مٹ جائے گی۔ قرآن کریم نے سائنس سے بہت پہلے دنیا کو بتایا **كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ** O (سورۃ الرحمٰن آیت۔ ۲۶) یعنی ہر چیز بلا استثناء فنا ہونے والی ہے۔ **الّاماشاءاللہ** مگر جو اللہ چاہے۔

❀ سائنس نے پچھلی صدی میں دریافت کیا کہ سمندروں کے اندر میٹھے اور کھارے پانی کے دریا، ٹھنڈے اور گرم پانی کی انہار ساتھ ساتھ بہتی ہیں، لیکن پھر بھی جدا جدا ہیں۔ قرآن نے بہت پہلے بتایا **مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ يَلْتَقِيٰنِ O بَيْنَهُمَا بَرْزَخٌ لَّا يَبْغِيٰنِ** O (سورۃ الرحمٰن آیت ۲۰۔۱۹) یعنی اس نے رواں کئے ہیں دو دریاؤں کو جو پاس پاس ملے ہوئے، لیکن ان کے درمیاں ایک ایسی پردہ ہے کہ وہ آپس میں گڈمڈ

نہیں ہوسکتے۔

سوچیے!

یہ تو چند مثالیں ہیں ورنہ قرآن کریم کے تو ایک ایک صفحہ پر فطرت کے متعلق ایسی ایسی معلومات ہیں جو حیران کن ہیں۔ انسان کی کونسی ضرورت ہے جس کا یہاں احسن ترین حل نہیں دیا گیا، انسانی سوچ، معاشرت اور تہذیب کو وہ بلندی دی کہ چند ہی سالوں میں عرب جن کا اقوام عالم میں کوئی مقام نہیں تھا، اس کی تعلیمات پر عمل کرتے ہوئے دنیا کے امام بن گئے اور ایسی تہذیب قائم کی جس کا تاریخ میں جواب نہیں۔ حقوق اللہ، حقوق العباد، اخلاقیات اور اعلیٰ انسانی اقدار پر مبنی ایسا صالح معاشرہ تشکیل دیا جس کی کسی تہذیب میں مثال نہیں ملتی۔ آج دنیا میں جہاں کہیں خیر کا پہلو نظر آتا ہے۔ اگر آپ انصاف کی آنکھ سے دیکھیں گے تو اس کا سرچشمہ قرآن کریم کو پائیں گے اور جدھر جدھر شر نظر آتا ہے وہ قرآن سے دوری کی وجہ سے معلوم ہوگا۔

اَفَلَا تَدَكَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ اَمْ عَلٰى قُلُوْبٍ اَقْفَالُهَا O

یعنی یہ لوگ کیوں قرآن کریم میں غور و تدبر نہیں کرتے، کیا ان کی سوچوں کو تالے لگ چکے ہیں؟

یہ سوچنے کی بات ہے کہ یہ کیسے ممکن ہوا کہ ساڑھے چودہ سو سال پہلے عرب جیسے پس ماندہ ملک میں ایک ایسا آدمی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) جو کوئی کتاب نہیں پڑھ سکتا۔ جس شہر میں وہ رہتا ہے وہاں جہالت کے علاوہ اور کوئی بات نہیں۔ جب وہ چالیس سال کی عمر کو پہنچتا ہے تو ایسی ایسی باتیں کرنا شروع کر دیتا ہے جو آج بھی جدید ماہرین عمرانیات، معاشیات، تاریخ دانوں اور سائنسدانوں کے لئے حیران کن ہیں۔

جب لوگ اس سے پوچھتے تو وہ صادق، الامین شخص (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کہتا کہ میں اپنی طرف سے کچھ نہیں کہتا ہوں، یہ تو میری طرف خالق کائنات کی طرف سے وحی ہوتا ہے۔ میں تو صرف پیغامبر ہوں۔

بے شک جو سائنس کی انتہا ہے وہ قرآن کی ابتدا ہے

بَلَغَ الْعُلٰی بِکَمَالِہٖ
کَشَفَ الدُّجٰی بِجَمَالِہٖ
حَسُنَتْ جَمِیْعُ خِصَالِہٖ
صَلُّوْا عَلَیْہِ وَآلِہٖ

لیکن قرآن پاک کا اصل موضوع انسان کی روح، حیات بعد الموت یعنی عالم ماوریٰ کے حقائق ہیں جہاں طبعیات کی حدود ختم ہو جاتی ہیں۔ اس لئے اگر ہم مابعد طبعیات حقیقت کو جاننا چاہتے ہیں تو قرآن کی طرف آئیں۔ اگر طبعیات ہمیں جسم کے متعلق بتاتی ہے تو قرآن کریم ہمیں جسم اور روح دونوں کی زمان ومکان کی انتہاؤں میں ترقیاں حاصل کرنے میں رہنمائی کرتا ہے۔

یہی نجات کا راستہ ہے

میرے دوست! جس کسی نے بھی قرآن اور صاحبِ قرآن صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی اتباع کی، وہ دونوں جہانوں میں کامیاب ہوا۔ جس نے بھی خلوص کے ساتھ سیدھے راستے کو تلاش کیا وہ کامیاب ہوا لیکن جو شیطان کے پیچھے چل پڑا وہ جنت سے ہٹ کر جہنم میں جا گرا۔

تقدیر اور دعا

دعا تقدیر کو ٹال سکتی ہے اس لئے کہ دعا بھی اسی سے کی جاتی ہے جو تقدیر کا مالک ہے۔ وہ تقدیر کا پابند نہیں۔ وہ کسی بھی چیز کا پابند نہیں اگر وہ چاہے تو آئی ہوئی موت کو بھی ٹال سکتا ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ سے خوب دعا کرنی چاہیے۔ دراصل دعا بہترین اسباب میں ایک سبب ہے، کوششوں میں سے بہترین کوشش ہے۔ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہر مرحلہ پر بہت دعائیں کیا کرتے تھے۔ غزوہ بدر کے دن حملہ سے پہلے سر مبارک سجدہ میں رکھ کر آپ نے اس گریہ وزاری سے دعا کی کہ جسم مبارک کانپ رہا تھا اور چادر مبارک آپ کے کندھوں سے نیچے سرک گئی۔

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ عالی شان ہے کہ ہر چیز اللہ تبارک وتعالیٰ سے مانگو۔ اس لئے اللہ تعالیٰ سے مانگتے ہوئے شرم کی ضرورت نہیں۔ دل کھول کر زیادہ سے زیادہ مانگو۔ وہ ایسا سخی ہے جس کی سخاوت بے انتہا ہے، ایسا مہربان ہے جس کی مہربانی کا کنارہ نہیں، سمیع وبصیر ہے۔ دعائیں سنتا ہے اور قبول کرتا ہے اور اپنے دعا کرنے والے بندے کو پسند فرماتا ہے۔

اے اللہ ہمیں صراط مستقیم عطا فرما
زندگی کا سفر آسان فرما اور ہمارے جیسے بھی
اعمال ہوں انہیں قبول فرما۔ موت سے پہلے ہی
نفس مطمئنہ عطا کر دے اور موت کے بعد ہمارا حشر
اپنے خصوصی بندوں کے ساتھ فرمانا جو آپ سے راضی
اور آپ ان سے راضی۔

امین اے رب العالمین

اللھم صلی علیٰ محمد وآلہ واصحابہ وبارک وسلم